سیرت ابراہیمؑ کے چند پہلو!
عیدالاضحی کی مناسبت سے

از محمد رمضان جانباز سلفی

ذی الحجہ کا مہینہ کئی ایک ایمان افروز واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے کہ جن واقعات سے مسلمانوں کے دلوں میں صبر و استقامت اور ایثار و قربانی کا جذبہ جاگزیں ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کی نشست میں ہم انہیں واقعات سے اللہ کے ایک برگزیدہ بندے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی سیرت کے چند پہلو قارئین کے سامنے عیاں کریں گے کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ کے ان برگزیدہ بندوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے اللہ رب العزت کی محبت کی خاطر اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے اندر ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بڑے ہی پیار اور محبت کے ساتھ کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں پیار کی ایک خصوصی جھلک اور مٹھاس پائی جاتی ہے۔ ابراہیم خلیل علیہ السلام کو یہ مقام بلند اس لئے ملا کہ جتنی آزمائشیں ابراہیم علیہ السلام پر ڈالی گئیں کسی اور نبی پر اس قدر آزمائشیں نہیں ڈالی گئیں۔ ابراہیم علیہ السلام وہ جلیل القدر انسان تھے جو ان لاتعداد اور بے شمار امتحانوں اور آزمائشوں میں بڑی کامیابی سے سرخرو ہوئے۔ اللہ رب العزت نے انعام یہ دیا کہ **انی جاعلک للناس اماما** میرے ابراہیم میں تجھ کو کائنات کے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں (البقرہ ۱۲۴)

ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ آزر کو دعوت توحید:۔ ابراہیم خلیل علیہ السلام نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ یکسر شرک و کفر، بت پرستی اور بت فروشی کا دور تھا۔ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر بہت بڑا بت تراش اور بت فروش تھا۔ چنانچہ ابراہیم خلیل علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ کو توحید کا وعظ کیا فرمایا **یابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصرو لا یغنی عنک شیئا** اے ابا جی آپ ایسی چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکیں (مریم ۴۲)

دوسرا مقام **یابت انی قد جاء نی من العلم مالم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا**

میرے مہربان باپ آپ دیکھئے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں تو آپ میری ہی مانیئے میں سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا (مریم ۴۳) **یابت لا تعبد الشیطن** اے ابا جی شیطان کی عبادت نہ کیجئے وہ تو رحم و کرم کرنے والے خدا کا بڑا ہی نافرمان ہے (مریم ۴۴)

ابراہیمؑ کے باپ کا جواب:۔ **اراغب انت عن الھتی یا براہیم** اے ابراہیم کیا تو ہمارے معبودوں سے برگشتہ ہے **لئن لم تنتہ لا رجمنک واھجرنی ملیا** اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھر مار مار کے سنگسار کردوں گا مجھ سے علیحدہ ہو جا (مریم ۴۶)
ابراہیم علیہ السلام سلم علیک کہہ کر اپنے باپ سے علیحدہ ہو گئے۔

ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے بعد اپنی قوم کو توحید کا وعظ کیا فرمایا اے میری قوم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ان بتوں کو نہ پوجو جو تمہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ فائدہ قوم کے لوگ کہنے لگے **بل وجدنا اباء نا کذلک یفعلون** ہم کچھ نہیں جانتے ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا ہے (شعراء ۷۴) دوسرا مقام **وجدنا اباء نا لھا عبدین** ہم نے اپنے باپ دادوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے (انبیاء ۵۳) لہٰذا ہم تو انہی کی عبادت کریں گے۔ موجودہ دور کے مشرک پیر پرست قبر پرست غالی لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ جو دین باپ دادا کا وہی ہمارا وہ جان لیں کہ یہ بات کافروں اور مشرکوں والی ہے یہ موحدوں والا طریقہ نہیں ہے۔

ابراہیم کا اپنی قوم کو جواب:۔ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں **لقد کنتم واباؤکم فی ضلل مبین** پھر تم اور تمہارے باپ دادا سبھی سب یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا رہے (انبیاء ۵۴)

دوسرا مقام **انتم واباؤکم الاقدمون ○ فانھم عدولی الا رب العلمین** تم اور تمہارے اگلے باپ دادا ' وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے (شعراء ۷۷-۷۶)

ابراہیم کی شرک سے بیزاری:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو رب کی پہچان

کرانے کے لئے کئی طرح کے طریقہ سے وعظ کیا چنانچہ ایک بار جب رات کی تاریکی چھا گئی انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا ربؒ ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا **لا احب الا فلین** میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہیں کرتا تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا **یقوم انی بری ء مما تشرکون** اے قوم بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں (انعام ۷۶ تا ۷۸) دوسرے مقام پر فرمایا **وما انا من المشرکین** اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں (انعام ۷۹) سورہ نحل میں اللہ فرماتے ہیں **ان ابراہیم کان امتہ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین** بے شک ابراہیم پیشوا اور اللہ کا فرمانبردار اور ایک طرفہ مخلص تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا (نحل)

سورہ مریم میں ہے **واذکر فی الکتب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا** ذکر کرو اس کتاب میں ابراہیم کا بیشک وہ بڑے سچے نبی تھے (مریم ۴۱)

قوم ابراہیم کے معبودوں کی درگت :۔ ایک وقت آیا جب قوم اپنے سالانہ میلے کو منانے کے لئے چلی ابراہیم علیہ السلام کو کہنے لگے تم بھی ہمارے ساتھ چلو ابراہیم علیہ السلام نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف ماری اور کہا **انی سقیم** میں تو بیمار ہوں اس پر سب ان سے منہ موڑے ہوئے واپس چلے گئے ابراہیم علیہ السلام راستے میں بیٹھ گئے جو لوگ راستے سے گزرتے آپ سے پوچھتے کیا بات ہے راستے میں کیسے بیٹھے ہو؟ جواب دیتے کہ میں بیمار ہوں عام لوگ گزر گئے اور بوڑھے رہ گئے آپؑ نے فرمایا تم سب کے چلے جانے کے بعد میں آج تمہارے معبودوں کی خوب مرمت کروں گا۔

وضاحت :۔ (آپ نے جو فرمایا میں بیمار ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ موحد شرک کی بات دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت پر بوجھ بن جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بیمار محسوس کرتا ہے) جب سب لوگ چلے گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام خاموشی کے ساتھ ان کے معبودوں کے پاس گئے کہ دیکھا

طرح طرح کے کھانے ان کے سامنے پڑھے ہوئے ہیں کہا **الا تاکلون** تم کھاتے کیوں نہیں **مالکم لا تنطقون** تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بات تک نہیں کرتے۔ پھر پوری قوت کے ساتھ دائیں ہاتھ سے انہیں مارنے پر پل پڑے کسی کی ٹانگ توڑی کسی کا بازو اور کسی کا سر تن سے جدا کیا ہر طرح سے انہیں تہس نہس کرنے کے بعد کھانے وغیرہ ان کے سامنے بکھیر کر کلھاڑا سب سے بڑے بت کے کندھے پہ رکھ دیا۔

قوم کے لوگ شام کو میلے سے واپس لوٹے دیکھا تو نقشہ ہی بدلہ ہوا ہے۔ جتنے بت تھے سب ٹوٹے ہوئے سب سے بڑا بت صحیح سلامت ہے کہنے لگے یہ ہمارے معبودوں کا ایسا حال کس نے کیا ہے؟ (یہاں اندازہ کیجئے کہ مشرک کی عقل و بصیرت کیسے زائل ہوتی ہے) یقیناً وہ ظالموں سے ہے بعض لوگ کہنے لگے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم کہتے ہیں۔ سب نے کہا ٹھیک ہے اسے بلاؤ ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا کہنے لگے ابراہیم کیا تونے ہمارے معبودوں کا یہ حشر کیا ہے ابراہیم علیہ السلام جواب دیتے ہیں **بل فعلہ کبیر ھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون** بلکہ اس کام کو ان کے اس بڑے نے کیا ہے تم اپنے خداؤں سے ہی پوچھ لو اگر یہ بولتے چالتے ہیں۔

ابراہیم تو چاہتے ہی یہی تھے کہ کوئی مجمع لگے اور میں ان کو توحید کا وعظ کروں اور ان کی غلطی ان پر واضح کر دوں۔ اللہ فرماتے ہیں پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہو گئے کہنے لگے ظالم تم ہی ہو پھر سر ڈال کر کچھ سوچ کر باوجود قائل ہو جانے کے کہنے لگے **لقد علمت ما ھئولاء ینطقون** ابراہیم تمہیں معلوم ہے یہ بولنے چالنے والے نہیں۔

خلیل علیہ السلام نے فرمایا **افتعبدون من دون اللہ مالا ینفعکم شیئا ولا یضرکم** کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو **افلا تعقلون** کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔ یہ بولنے چالنے والے نہیں تو نفع کیسے دے سکتے ہیں پھر قوم کے لوگ کہنے لگے **حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین** اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا بادشاہ سے مناظرہ:۔ ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں پہنچے تاکہ اسے بھی توحید الٰہی کی دعوت دی جائے۔ مگر وہ بادشاہ نمرود رب کے بارہ میں جھگڑ رہا تھا۔

ابراہیم خلیل کا اس سے مناظرہ ہوا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا **ربی الذی یحی ویمیت** میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود کہنے لگا **انا احی و امیت** میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ لہٰذا اس نے یہ کہہ کر دو شخصوں کو بلوایا جس کو چھوڑنا تھا اسے قتل کروا دیا اور جو واجب القتل تھا اسے چھوڑ دیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے دوسری دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا **فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب** (البقرہ ۲۵۸) اللہ سورج کو مشرق کی طرف سے لاتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لا۔ اب وہ کافر حیران رہ گیا۔ یہ کند ذہن کے سامنی ایسی دلیل تھی جس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکا اور کہنے لگا اسے جلا دو۔ کیونکہ رب اقتدار دلائل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر حق کی آواز کو دبانے کے لئے حق گو کو مٹانے کا منصوبہ بنتا ہے۔ اور اسی لئے نمرود اور اس کی قوم نے اپنے دیوتاؤں کی تحقیر کا انتقام لینے کے لئے حضرت خلیل علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں جلانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اس بات پر اتفاق ہو جانے کے بعد پھر ایک بہت بڑا گڑھا کھودا گیا اور لکڑیاں جمع کی جانے لگیں یہاں تک کہ بیمار عورتیں بھی یہ نذر مانتیں کہ اگر انہیں شفاء ہو جائے تو وہ ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے لکڑیاں لائیں گی۔ پھر اس گڑھے کو لکڑیوں سے پر کر کے لکڑیوں کا انبار کھڑا کر کے اس میں آگ لگائی گئی۔ روئے زمین پر اتنی بڑی آگ نہیں دیکھی گئی۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اس کے قریب جانا مشکل ہو گیا تو ایک کردی فارسی کے مشورے سے جس کا نام ہیزن تھا ایک جھولا تیار کیا گیا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا کر دور ہی سے آگ میں پھینک دیا گیا اس جھولا تیار کرنے والے شخص کو اللہ نے اسی وقت زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک وہ زمین کے اندر دھنستا رہے گا۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم جلد سوئم ص ۳۸۳)

ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں گرتے وقت فرمایا **حسبی اللہ ونعم الوکیل** "اللہ تو ہی کافی ہے" تو ہی بچانے والا ہے تو ہی مدد گار ہے۔

تب اللہ نے حکم دیا **قلنا ینار کونی بردوا سلما علی ابراہیم** (الانبیاء ۶۹)

اے آگ ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم کے لئے سلامتی اور آرام کی چیز بن جا۔ اے نار گلزار بن جا اتنی بھی ٹھنڈی نہ ہونا کہ میرے ابراہیم کو سردی لگ جائے۔ حضرت ابراہیم آگ سے صحیح

سلامت باہر نکل آئے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اکیلے پوری قوم اور حکومت سے ہراساں نہ ہوئے آج ملت ابراہیمؑ کیوں ہراساں ہے؟ اس کا جواب کسی نے کیا ہی خوب دیا ہے کہ ۔

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت :۔ اب مشرک قوم نے اپنے ترکش کے سب تیر آزما لئے آخری تیر کے طور پر جو تیر آپؑ پر پھینکا وہ یہ تھا کہ کسی طرح خلیل علیہ السلام کو وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیل نے ہجرت کرتے وقت اپنی قوم کے لوگوں سے فرمایا **انی ذاھب الی ربی سیھدین** میں تو ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے چلے گئے۔ آپ کا گذر ایک ایسے علاقے سے ہوا جس کا بادشاہ بڑا ظالم اور زانی تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کو بلا لیا اور ان کو علیحدہ کر دیا اور پھر حضرت سارا کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا

حضرت سارا کی کرامت :۔ حضرت سارا نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس ظالم سے بچا دعا کرنے کی دیر تھی کہ اسی وقت اس کو اللہ کے عذاب نے پکڑ لیا۔ پاؤں اینٹھ گئے ہاتھ مڑ گئے، گھبرا کر عاجزی کرنے لگا اے نیک عورت اللہ سے دعا کر کہ وہ مجھے چھوڑ دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تجھے ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ حضرت سارا نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ اچھا ہوتے ہی پھر برائی کا قصد کیا اور آپ کو پکڑنا چاہا۔ اب پہلے سے بھی زیادہ سخت عذاب ہوا۔ پھر عاجزی کرنے لگا۔ غرض پے در پے تین مرتبہ یہی ہوا۔ تیسری دفعہ ٹھیک ہوتے ہی اپنے قریب کے ملازم کو آواز دی کہا تو میرے پاس کسی انسانی عورت کو نہیں لایا بلکہ شیطان کو لایا ہے۔ (استغفر اللہ معاذ اللہ) جا اسے نکال اور ہاجرہ کو اس کے ہمراہ کر دے۔ حضرت سارا اماں ہاجرہ کو لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کی آہٹ پا کر نماز سے فراغت حاصل کی اور دریافت کیا کہو کیسی گزری؟ حضرت سارا نے کہا اللہ نے اس کافر کے مکر کو اسی پر لوٹا دیا اور ہاجرہ میری خدمت کے لئے آ گئیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ ہیں تمہاری اماں اے آسمانی پانی کے لڑکو (تفسیر ابن کثیر مترجم جلد سوئم ص ۳۸۲) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارا کی اجازت سے حضرت ہاجرہ سے نکاح کر لیا

ابراہیمؑ کی اللہ سے نیک اولاد کی فرمائش :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر کوئی اولاد نہ تھی انہوں نے اپنے رب سے دعا کی **رب ھب لی من الصلحین** اے میرے رب مجھے نیک بخت اولاد عطا فرمایا۔ تو اللہ نے فرمایا **فبشر نہ بغلم حلیم** ہم نے اسے ایک برباد بچے کی خوشخبری دی (الصفت ۱۰۰)

مشرکین کا عقیدہ :۔ موجودہ دور کے مشرکین کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کئی بزرگ ہستیاں اولاد دینے پر قادر ہیں مثلاً کوئی صاحب قبر' پیر' ولی وغیرہ جبکہ ایسا عقیدہ رکھنا سراسر قرآن و حدیث یعنی اللہ ' رسول کے فرمودات کے خلاف ہے اور یہ شرک عظیم ہے اور شرک کا ارتکاب کرنے والے کے بارہ میں فرمان الٰہی ہے **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء** (النساء ۱۱۴) بے شک اللہ کے ہاں شرک ہی کی بخشش نہیں اس کے سوا سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جس کو وہ معاف کرنا چاہے۔ للذا ایسے شرکیہ عقائد سے توبہ کرنی چاہئے۔ اور پھر کائنات میں نبی سے بڑھ کر کوئی انسان افضل اور اعلیٰ نہیں انہوں نے بھی اگر کچھ مانگا تو اللہ سے ہی جیسے ذکریا علیہ السلام نے اللہ سے نیک فرزند کی دعا کی تو اللہ نے نیک اور صالح بیٹے یحیٰی نبی اللہ کی خوشخبری دی اور موسیٰ علیہ سلام نے دعا کی **رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر** اے پروردگار تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں

یہ چند باتیں ہم نے اصلاح کے لئے لکھیں اب ہم پھر پیچھے کی جانب پلٹتے ہیں جہاں سے بات چھوڑی تھی۔

انوکھی آزمائش :۔ بچہ پیدا ہوتے ہی ایک اور آزمائش حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آن پڑی اللہ نے حکم دیا اے میرے خلیل اس دودھ پیتے بچے کو اور اس کی ماں کو **بواد غیر ذی ذرع** میں چھوڑ آؤ خلیل علیہ السلام نے سرمو انحراف نہ کیا اونٹنی پر سوار ہوئے بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لیا اور اس بستی کی تلاش میں چل نکلے۔ جب صحرا میں پہنچے دیکھا یہاں پانی کا کوئی نام و

نشان نہیں اور نہ کوئی سایہ دار درخت ہے اور نہ ہی کوئی انسان نظر آتا ہے۔ سمجھ گئے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے بیوی اور بچے کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ بیٹے کو اماں ہاجرہ کی گود میں بٹھا کر پاس تھوڑی سی کھجوریں اور پانی کا مشکیزہ رکھ کر آپؑ واپس جانے کے لئے مڑے۔ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اماں ہاجرہ آوازیں دینے لگیں کہ اے اللہ کے خلیل ہمیں اس دہشتناک جنگل میں تنہا چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں۔ یہاں ہمارا کوئی مونس و ہمدم نہیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس طرف توجہ بھی نہ کی اور نہ منہ موڑ کر دیکھا اماں ہاجرہ کے بار بار کہنے پر جب آپؑ نے التفات نہ فرمایا تو ہاجرہ کہنے لگیں آپ ہمیں کسے سونپ کر جا رہے ہیں آپ نے کہا اللہ کو حضرت ہاجرہ فرمانے لگیں **اللہ الذی امرل بھذا** ؟ (بخاری ص) کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں ! مجھے اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہؑ کے دل کو تسکین ہو گئی اور فرمانے لگیں آپ تشریف لے جائیں وہ اللہ ہمیں ہرگز ضائع نہ کرے گا اسی کا بھروسہ اور اسی کا سہارا ہے۔ حضرت ہاجرہ لوٹ گئیں اور اپنے کلیجے کی ٹھنڈک اور آنکھوں کے نور ابن نبی اللہ کو گود میں لے کر اس سنسان وادی اور اس ہو کے عالم میں اللہ پر متوکل ہو کر بیٹھ گئیں۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ثنیہ کے پاس پہنچے اور یہ معلوم کر لیا کہ اب ہاجرہ پیچھے نہیں اور وہاں سے یہاں ان کی نگاہ کام بھی نہیں کر سکتی تو بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کی **ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم** اے اللہ میں اپنے بال بچوں کو ایک غیر آباد جنگل میں تیرے برگزیدہ گھر کے پاس چھوڑا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں انہیں پھلوں کی روزیاں دے۔ تو لوگوں کو ان کے دلوں کی طرف مائل کر دے شائد وہ شکر گزاری کریں۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم اردو جلد اول ص ۲۰۳)

یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہی کی برکت ہے کہ مکہ میں پھلوں کے باغات نہ ہونے کے باوجود وہاں دنیا کا ہر پھل میسر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام یہ دعا کر کے حکم خداوندی بجا لا کر چل دئے۔ ادھر ہاجرہؑ بچے کے ساتھ وقت گزارنے لگیں تھوڑی سی کھجوریں اور پانی جب ختم ہو گیا کھانے اور پینے کے لئے کچھ پاس نہیں خود بھی بھوکی پیاسی ہیں اور بچہ بھی بھوک اور پیاس سے بلک رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس معصوم نبی زادے کا پھول سا چہرہ کملانے لگا اور وہ تڑپنے لگا اور

بلکنے لگا۔ کسی انسان کا ادھر سے گزر نہیں۔ میلوں تک پانی کا نام و نشان نہیں۔ آخر ننھی سی جان کا یہ حال دیکھا نہیں جاتا تو ہاجرہؑ اٹھ کر چلی جاتی ہیں اور صفاء پہاڑ جو پاس ہی تھا اس پر چڑھ کر زمین کی طرف نظر دوڑاتی ہیں کہ کوئی آتا جاتا نظر آجائے لیکن مایوسی کے ساتھ واپس آتی ہیں۔ وادی میں پہنچ کر دامن اٹھا کر دوڑتی ہوئی مروہ پہاڑ کی طرف جاتی ہیں اس پر چڑھ کر نگاہ چاروں طرف ڈالتی ہیں اور کسی کو بھی نہ پا کر وہاں سے اترتی ہیں اور اس طرح درمیانی تھوڑا سا حصہ دوڑ کر باقی جلدی جلدی طے کر کے پھر صفاء پر چڑھتی ہیں۔ سات مرتبہ اسی طرح کرتی ہیں۔ ہر بار بچے کو دیکھ جاتی ہیں کہ کہیں کوئی درندہ آکر حضرت اسمٰعیلؑ کو نقصان نہ پہنچائے۔ (نبی علیہ سلام نے فرمایا صفاء اور مروہ کی سعی جو حاجی کرتے ہیں اس کی ابتداء یہی ہے) (تفسیر ابن کثیر مترجم جلد اول ص ۲۰۳) بچے کی حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی جا رہی ہے ساتویں بار ماں کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھتا ہے اللہ ! اگر بچہ دینا ہی تھا تو یوں میری آنکھوں کے سامنے تو نہ تڑپا؟ کوئی ماں تو یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ پھر جب واپس آکر بچے کو دیکھا تو بچے کے پیروں تلے سے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ اماں ہاجرہؑ نے جلدی جلدی مشک بھری مشک بھر کے اس خیال سے کہ پانی ادھر ادھر نہ بہہ جائے پانی کے گرد بند باندھنے لگیں اور بے اختیار زبان سے کہا زم زم ۔ رک جا ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

یرحم اللہ ام اسمعیل لو لا انھا عجلت لکان زمزم عینا معینا

اللہ رحم کرے اسمٰعیلؑ کی والدہ (حضرت ہاجرہ) پر اگر وہ جلدی نہ کرتیں (زمزم کے پانی کے گرد منڈیر نہ بناتیں تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا (تیسر الباری جلد ۳ ص ۱۷ ۔ ۳۷۰)

اماں ہاجرہ نے چشمہ سے پانی خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا اس طرح زندہ رہنے کا سامان مہیا ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد پاس سے ایک قافلہ گزرا انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر ایک پرندہ اڑ رہا ہے کہنے لگے یہ تو پانی کا جانور ہے۔ یہاں تو کہیں پانی نہیں ہے۔ پانی کا پتہ لگانے کے لئے آدمی بھیجا اس آدمی نے دیکھا چشمے کے قریب ایک عورت اور اس کا بچہ ہے۔ ان دونوں کے سوا کوئی تیسرا نہیں۔ آکر قافلے والوں کو بتایا۔ قافلے والے اماں ہاجرہؑ کے پاس آئے کہنے لگے اگر آپ اجازت دیں تو ہم پانی استعمال کر لیں۔ حضرت ہاجرہ فرمانے لگیں پانی جس طرح چاہو استعمال کرو مگر پانی پر قبضہ میرا ہی ہو گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ قافلے والے حرم کے پاس

آباد ہو گئے اور اس طرح شہر مکہ آباد ہو گیا۔

جب بچہ پرورش پانے لگا کھیلنے کودنے لگا تو اللہ کی طرف سے ایک اور آزمائش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مبتلا ہوئے۔ حکم ہوا ! اے ابراہیم جس بچے کو عرب کا ریگستان ختم نہ کر سکا جاؤ جا کے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرو۔ ماں باپ کو اولاد سے بڑھ کر پیارا کوئی نہیں ہوتا مگر ابراہیم خلیل علیہ السلام حکم خداوندی بجا لانے کے لئے مکہ پہنچے دیکھا ننھا اسمٰعیلؑ حرم کے پڑوس میں کھیل رہا ہے چشم فلک نے اتنا خوبصورت بچہ آج تک نہیں دیکھا تھا۔ پھر خلیلؑ کا بیٹا نبی کا بیٹا خود نبی اور خاتم النبین کا باپ بننے والا اس کے حسن کا کیا عالم ہو گا بیٹے کو بلا کر کہا بیٹا میں تمہارا باپ ہوں۔ اسمٰعیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں یہ تو آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہی پتہ چل گیا ہے۔ خلیل علیہ السلام بیٹے سے ملے سینے سے لگایا پھر فرمانے لگے۔ **یبنی انی اری فی المنام انی اذ بحک فانظر ماذا تری** (الصفت ۱۰۲) میرے پیارے بچے میں خواب میں اپنے تیئں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اب تو بتا تیری رائے کیا ہے۔

کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو شائد کچھ اور ہی جواب دیتا مگر اسمٰعیل ابراہیم اور ہاجرہ کا بیٹا تھا جواب دیا۔ **یابت افعل ما تومر ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین** (الصفت ۱۰۲) اے ابا جی جو حکم کیا جاتا ہے اسے بجا لائیے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ ابا جی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے چھری ہاتھ میں لیجئے مجھے ذبح کر کے اللہ کو راضی کر دیجئے انشاء اللہ میرا صبر آپ کا جی خوش کر دے گا۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ ۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی؟

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا اے پیارے ابا جی مجھے ذبح کرتے وقت میرے ہاتھ پاؤں باندھ لینا کہیں میں تڑپوں اور بے صبروں میں لکھ دیا جاؤں۔ مجھے ذبح کرتے وقت الٹے منہ زمین پر لٹانا کہیں ایسا نہ ہو کہ چھری چلاتے وقت میرا چہرہ دیکھ کر شفقت پدری جوش میں آجائے اور چھری ہاتھ سے چھوٹ جائے خدا ناراض ہو جائے۔ پیارے ابا جان چھری کو خوب تیز کر لیجئے گا تاکہ ذبح کرنے میں آسانی رہے۔ پھر باپ اور بیٹا دونوں نکلے باپ کاٹنے کے لئے بیٹا کٹنے کے لئے راستے میں شیطان ملا کہا باپ اتنا ظالم کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ

سے ذبح کرے گا؟ ادھر سے جواب ملا ملعون دور ہو جا اور وہیں شیطان کو سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطیٰ کے پاس آیا پھر سات کنکریاں ماریں۔ شیطان نے تین بار انہیں ورغلانے کی کوشش کی تینوں بار کنکریاں کھائیں۔ اللہ نے ان جگہوں پر نشان لگا دئے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت آکر ان نشانوں کو تازہ کرے گی۔

ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام پھر آگے بڑھے قرآن کے الفاظ ہیں **فلما اسلما وتلہ للجبین** جب دونوں مطیع ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا۔ عام طور پر ذبیحہ جکو ذبح کرتے وقت گدی کے بل لٹایا جاتا ہے۔ مگر حضرت اسمٰعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹایا گیا

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزاری پر

ادھر خلیل علیہ السلام نے اپنے پیارے لخت جگر کی گردن پر چھری چلائی ادھر اللہ نے فرمایا **نادینہ ان یا ابراہیم** اے ابراہیم آنکھیں کھولو۔ **قد صدقت الرء یا** یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ اپنی چھری کے نیچے دیکھو تو سہی کون ہے۔ حضرت خلیل نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ اسمٰعیلؑ مسکرا رہے ہیں اور جنت سے آیا ہوا دنبہ کٹا پڑا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔

انا کذالک نجزی للمحسنین ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ کیا بدلہ دیتے ہیں؟ **وترکنا علیہ فی الاخرین** اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا **ماھذہ الاضحی** یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا **سنتہ ابیکم ابراہیم** یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے (ابن ماجہ مترجم جلد سوئم ص ۱۶)

آج بعض لوگ قربانی کرتے ہیں نمائش کے لئے ' نمود کے لئے ' تونگری دکھانے کے لئے ' ریا کاری کے لئے ' لوگوں پر اپنی سطوت بٹھانے کے لئے ایسے لوگوں کی قربانی کے بارہ میں ارشاد الٰہی ہے **لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم** (الحج ۳۷) نہ تمہارے خون رب کو پہنچتے ہیں نہ گوشت رب کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو تمہارا تقویٰ۔ اور ہم کس نیت سے قربانی کر رہے ہیں؟ اس پر ہمیں ذرا غور و فکر کرنا چاہیئے مسلمان بھائیو اس بات کو یاد رکھو کہ ابراہیم علیہ السلام کی فکر ان کی پاکیزہ نیت اور ان کے سے خلوص کے ساتھ جب تک قربانی نہیں کی جائے گی وہ قربانی فرمان الٰہی کے بموجب قربانی نہیں کہلا سکتی۔ جانور کے گلے پر چھری

چلاتے ہوئے دل احساس ابراہیم سے یوں لبریز ہونا چاہئے کہ اے اللہ یہ تو ایک جانور ہے جو میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے ذبح کر رہا ہوں۔ تیری رضا حاصل کرنے کے لئے مجھے اپنی سب سے قیمتی دولت حدیہ کہ اپنی جان بھی اگر قربان کرنا پڑی تو میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوہ ابراہیم کو اپنانے اس کی روشنی میں توحید پر عمل پیرا ہونے اور قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین !

پسر خلیلؑ کی سیکھ ادا جو ہے ذبح ہونے کی آرزو
کہ چھری کے تو رکے مگر نہ سرکنے پائے ترا گلا

● اتحادِ اُمت کیسے ممکن ہے ؟
● شیعیت کا آغاز کہاں سے ہوا ؟
● اُمت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی سازش کس نے کی ؟
● ایران شیعیت کی آماجگاہ کیسے بنا ؟
● شیعہ کے حقیقی عقائد کیا ہیں ؟

یہ سب تفصیلات جاننے کیلئے امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف

الشیعہ و السنہ اُردو کا مطالعہ بہت ضروری ہے

ناشر: ادارہ ترجمان السنہ
۷۵، شادمان ـــــ لاہور

ملنے کا پتہ مکتبہ قدوسیہ
اُردو بازار ـــــ لاہور